بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ٹیلیفون نمبر ۹۱

روزنامہ الفضل قادیان

یوم چہار شنبہ

ایڈیٹر غلام نبی — قیمت ایک آنہ

جلد ۳۰ | ۷- ماہ صلح ۱۳۲۱ ہش | ۱۹- ماہ ذوالحجہ ۱۳۶۰ھ | ۷- ماہ جنوری ۱۹۴۲ء | نمبر ۶

مدینۃ المسیح

قادیان ۵- ماہ صلح ۱۳۲۱ ہش سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق آج سات بجے شام کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے۔ کہ حضور کی صحت خدا تعالیٰ کے فضل سے آہستہ آہستہ اچھی ہو رہی ہے۔

حضرت ام المؤمنین مدظلہا العالی کی طبیعت نسبتاً اچھی ہے۔ الحمدللہ

حرم رابع حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ کو بخار سے افاقہ ہے۔

میاں عبدالرحیم احمد صاحب معہ سیدہ امۃ الرشید بیگم صاحبہ بنت حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ جو جلسہ سالانہ میں شمولیت کے لئے تشریف لائے ہوئے تھے۔ آج شام کی گاڑی سے سندھ تشریف لے گئے۔

روزنامہ الفضل قادیان — ۱۹- ماہ ذوالحجہ ۱۳۶۰ھ

عیسائیت کا کامیاب مقابلہ کرنے کا طریق

ایک گزشتہ پرچہ میں بتایا گیا تھا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عیسائیت کے مقابلہ میں اور طریقوں کے علاوہ ایک ایسا طریق اختیار فرمایا تھا۔ جس کے خلاف علماء کہلانے والوں نے بڑا شور مچایا۔ اور کفر کے فتوے لگائے تھے۔ مگر وہ ایسا کامیاب اور نتیجہ خیز ہے کہ اب مخالفت کرنے والے علماء بھی وہی اختیار کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اس کے ثبوت میں مولوی ثناء اللہ صاحب کی مثال پیش کر کے بتایا گیا تھا۔ کہ کجا تو وہ وقت کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اناجیل کے حوالوں کی بناء پر ان عیسائیوں کو جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس پر جھوٹی روایات کی آڑ لے کر نہایت گندے اور ناپاک اعتراضات کرتے تھے۔ اناجیل کے حوالوں سے ہی ان کے یسوع مسیح کی اصل شکل دکھائی تو علماء نے شور مچا دیا۔ کہ یہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی ہتک کی گئی ہے۔ اور کجا یہ وقت کہ خود عیسائیوں کے جواب میں اناجیل سے ہی ان کا گنہگار ہونا ثابت کر رہے ہیں۔

علماء نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف جب حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی ہتک کرنے کا سراسر بے جا اعتراض اٹھایا۔ تو انہوں نے نہ تو یہ خیال کیا۔ کہ عیسائی پادری جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات والاصفات پر بغیر کسی ثبوت کے نہایت گندے الزامات لگا رہے ہیں چپ نہ ہوں گے جب تک انہیں اناجیلی یسوع مسیح کی حقیقت نہ بتائی جائے گی۔ اور نہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان اعلانات کی طرف توجہ کی۔ جن میں آپ نے یہ طریق عمل اختیار کرنے کی نہ صرف اہمیت و ضرورت نہایت دلنشین پیرایہ میں بیان فرمائی۔ بلکہ یہ بھی بتا دیا۔ کہ اس میں حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی ہتک کا قطعاً شائبہ تک نہیں پایا جاتا۔ چنانچہ آپ نے اعلان فرمایا۔

"ھٰذا ما کتبنا من الاناجیل علیٰ سبیل الالزام و انا نکرم المسیح و نعلم انہ کان تقیاً و من الانبیاء الکرام" (ترغیب المؤمنین صفحہ ۱۹) یعنی ہم نے جو کچھ یسوع مسیح کے متعلق لکھا یہ محض اناجیل کی رو سے بطور الزام لکھا ہے۔ ورنہ ہم حضرت مسیح علیہ السلام کی عزت کرتے اور جانتے ہیں۔ کہ وہ نہایت پاکباز اور انبیاء کرام میں سے تھے۔

پھر فرمایا۔ "ہمیں پادریوں کے یسوع اور اس کے چال چلن سے کچھ غرض نہ تھی۔ انہوں نے ناحق ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالیاں دے کر ہمیں آمادہ کیا۔ کہ ان کے یسوع کا کچھ تھوڑا سا حال ان پر ظاہر کریں چنانچہ اسی پلید نالائق فتح مسیح نے اپنے خط میں جو میرے نام بھیجا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زانی لکھا ہے۔ اور اس کے علاوہ اور بہت گالیاں دی ہیں۔ پس اسی طرح اس مُردار اور خبیث فرقہ نے جو مُردہ پرست ہے۔ ہمیں اس بات کے لئے مجبور کر دیا ہے۔ کہ ہم بھی ان کے یسوع کے کسی قدر حالات لکھیں۔ اور مسلمانوں کو واضح رہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے یسوع کی قرآن شریف میں کچھ خبر نہیں دی۔ کہ وہ کون تھا" (انجام آتھم صفحہ ۹)

مگر باوجود ایسے صاف اور صریح اعلانات کے علماء نے اپنا یہی بہت بڑا کارنامہ سمجھا۔ کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میدان جہاد میں کھڑے عیسائیوں پر نہایت زوردار حملے کر رہے تھے۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم و تکریم کی حفاظت کرتے ہوئے عیسائیوں کو شکست فاش دے رہے تھے۔ علماء عیسائیوں کی حمایت میں کھڑے ہو کر آپ پر حملے کرنے لگ جائیں۔ لیکن جلد ہی وہ وقت آگیا۔ جب علماء کو وہی راہ اختیار کرنا پڑی۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اختیار فرمائی تھی۔ اور اب عیسائیت کے مقابلہ کے لئے صرف یہی کامیابی کی راہ انہیں نظر آرہی ہے۔

حقیقت بھی یہی ہے۔ کہ دنیا کے ہر مذہب کا مقابلہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیش فرمودہ اصول اور آپ کے طریق عمل پر چل کر ہی کیا جا سکتا ہے۔ اور اسے چھوڑ کر کوئی اور راہ اختیار کرنا اپنی ناکامی کو آپ دعوت دینے کے مترادف ہے۔ اس کی مثال میں بھی مولوی ثناء اللہ صاحب کو ہی پیش کیا جاتا ہے۔

مولوی صاحب کے پیش نظر مشہور عیسائی مصنف "اکبر مسیح" کا یہ ادعا تھا۔ کہ عصمت یعنی بے گناہی صرف حضرت مسیح کے لئے مخصوص تھی۔ انبیاء کو یہ بات حاصل نہ تھی۔ چنانچہ اس کے حسب ذیل الفاظ مولوی صاحب نے اپنے اخبار "اہلحدیث" ۲۶ دسمبر میں پیش کئے ہیں:-

"باوجودیکہ انبیاء اولوالعزم جن کی تاریخ و حالات قرآن میں قلم بند ہیں۔ مثلاً آدم۔ نوح ابراہیم موسےٰ۔ یا اور انبیاء مثل داؤد و سلیمان ایوب۔ یوسف یونس وغیرہ کے سب نے ضرور سمجھا۔ کہ اپنی خطا و ذنب سے اپنے پروردگار کے روبرو توبہ کریں۔ اور اپنے گناہوں کا اقرار کریں۔ صرف مسیح ایک نبی ہے جس کے حالات قرآن میں ہم کو مشرح ملتے ہیں۔ مگر تاہم کسی ایک مقام پر بھی کوئی حرف نہیں جس سے ثابت ہو کہ وہ اپنے تئیں خاطی یا عاصی جانتے تھے۔ یا خدا سے انہوں نے خطا کی معافی چاہی یا خدا نے کوئی وعدہ مغفرت یا عفو کا ان سے کیا یا استغفار کی ہدایت کی۔ اور اس حالت کے لحاظ سے وہ بالکل فرشتوں کی مانند ہیں جن کو نہ کوئی ضرورت ہے کہ وہ خواستگار عفو کے ہوں کیونکہ کسی خطا کا سرزد ہونا ان سے ثابت نہیں نہ خدا کا کوئی وعدہ انکی بابت مغفرت کا ہے"۔

اس سے استدلال یہ کیا جاتا ہے۔ کہ حضرت مسیح تمام انبیاء سے افضل ہیں۔ اور سب سے بلند مرتبہ رکھتے ہیں۔ مولوی ثناء اللہ صاحب چونکہ حضرت مسیح کو جسد عنصری زندہ آسمان پر سمجھتے ہیں۔ اس لئے ان سے مذکورہ بالا سطور کا کچھ بھی جواب نہ بن آیا۔ بلکہ ان کی تائید کر دی۔ چنانچہ لکھا۔ "مضمون نگار صاحب نے جو کچھ لکھا ہے ٹھیک ہے۔ اور ہمارا ایمان ہے۔ کہ مسیح معصوم اور

بے گناہ تھے۔ مگر اس کے ثبوت میں صرف قرآن مجید ہی کو پیش کرنا اور انجیل کا نام تک نہ لینا دراصل تصرف قدرت ہے۔

معلوم نہیں "تصرف قدرت" سے مولوی صاحب کی کیا مراد ہے۔ ہمیں تو یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ مولوی صاحب کو اس مضمون نے چکیا دیا ہے۔ ذرا غور تو فرمائیں۔ ایک عیسائی مضمون نگار جب مسلمانوں کو مخاطب کر کے یسوع مسیح کی فضیلت ثابت کرنے کی کوشش کرے۔ تو اس کے لئے اس سے بہتر اور معقول طریق اور کیا ہو سکتا ہے۔ کہ وہ قرآن کریم سے استدلال کرے۔ کیونکہ مسلمانوں کے لئے قرآن حجت ہے۔ نہ کہ انجیل۔ اور جب مضمون نگار نے یہی صورت اختیار کی۔ تو پھر مولوی صاحب کو اس پر اعتراض کرنے کا کیا حق ہے۔ انہیں تو خوش ہونا چاہیئے تھا۔ کہ عیسائی مضمون نگار قرآن کریم کی طرف آیا۔ اور پھر حضرت مسیح کی دیگر انبیاء پر فضیلت کا جو دعا کیا گیا ہے۔ اس کا رد قرآن کریم سے پیش کرنا چاہیئے تھا۔ مگر مفسر قرآن ہونے کے باوجود مولوی صاحب نے نہ صرف تردید نہیں کی۔ بلکہ عیسائی مضمون نگار کے ادعا کے سامنے یہ کہکر گھٹنے ٹیک دیئے۔ کہ "مضمون نگار صاحب نے جو کچھ لکھا ہے۔ ٹھیک ہے"! اناللہ وانا الیہ راجعون۔

اب سوال یہ ہے۔ کہ کیا مولوی ثناء اللہ صاحب کے نزدیک یہ ٹھیک ہے۔ کہ سب انبیاء نے ضروری سمجھا کہ اپنی خطاؤ ذنب سے اپنے پروردگار کے روبرو توبہ کریں۔ یا اپنے گناہوں کا اقرار کریں۔ صرف مسیح ایک نبی ہے جو اپنے آپ کو خاطی یا عاصی نہیں جانتے تھے۔ پھر کیا مولوی صاحب کے نزدیک یہ بھی ٹھیک ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تو نعوذ باللہ خاطی اور عاصی تھے۔ لیکن حضرت مسیح کو عصمت ملائکہ حاصل تھی۔ اگر اس کا جواب ہاں میں ہے۔ تو پھر مولوی صاحب کے حلقہ بگوش عیسائیت ہونے میں صرف بپتسمہ کی کسر ہے۔ اور اگر نہیں میں ہے تو پھر انہوں نے یہ کیونکر لکھ دیا۔ کہ "مضمون نگار نے جو کچھ لکھا ٹھیک ہے"!

دراصل اپنے غلط عقائد کی وجہ سے مولوی ثناء اللہ اور ان کے ہم خیال مجبور ہیں کہ عیسائیوں کے مقابلہ میں اپنی شکست کا اعتراف کریں۔ اور تمام انبیاء حتی کہ سید ولد آدم فخر اولین و آخرین رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھی حضرت مسیح کی فضیلت کا عیسائی جو ادعا کرتے ہیں اس کے آگے سر تسلیم خم کر دیں۔ عیسائیت کا کامیابی کے ساتھ مقابلہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لانے۔ اور آپ کے پیش فرمودہ دلائل پیش کرنے سے ہی کیا جا سکتا ہے۔

انقلاب رُوحانی

گلبانگ مضامیر جناں آ تو رہی ہے	آواز مسیحائے زماں آ تو رہی ہے
بدلا تو ہے بیمار نے صحت کی طرف رخ	کمزور ہیں کچھ تاب تواں آ تو رہی ہے
اعجاز مسیحا جو نہیں ہے تو یہ کیا ہے؟	پھر مردۂ صد سالہ میں جاں آ تو رہی ہے
مونہہ زور ہے گر شہب تہذیب تو کیا خوف	پھر دین کے ہاتھوں میں عناں آ تو رہی ہے
ہے اللہ اکبر میں وہی شان بلالی	پھر مسجد نبوی سے اذاں آ تو رہی ہے

جس بات سے تنویر بھڑک اٹھتے ہیں شعلے
پھر بات وہی تا بزباں آ تو رہی ہے

ضرورت مبلغین

صیغہ مقامی تبلیغ کے لئے مبلغین کی ضرورت ہے۔ تنخواہ لیاقت و کام کے مطابق دی جائے گی۔ درخواست دینے والے اصحاب کے لئے ضروری نہیں کہ وہ مولوی فاضل ہوں۔ دیہات کے حالات سے واقفیت رکھنے اور علم دین جاننے والے دوست جن کو تبلیغ کا ملکہ ہو درخواست دے سکتے ہیں۔ درخواست پر پریذیڈنٹ جماعت کی تصدیق ضروری ہے۔ درخواستیں انچارج مقامی تبلیغ کے نام دفتر مقامی تبلیغ قادیان میں آنی چاہئیں۔ ۵ جنوری ۱۹۴۲ء تک درخواستیں آنی چاہئیں۔ (انچارج مقامی تبلیغ قادیان)

وہی لوگ قربانی کرنیوالے ہیں جو قربانی کے بوجھ کو محسوس کریں

تحریک جدید سال پنجم کی مالی قربانیوں کا ایمان بڑھانے والا خطبہ جس میں حضور نے تحریک جدید کی اہمیت۔ ضرورت اور اس کے اعلٰے ثمرات کی وضاحت فرماتے ہوئے یہاں تک فرمایا تھا کہ "یہ ان اہم تحریکات میں سے ہے جس میں حصہ لینے والے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے اسی طرح وارث ہونگے جس طرح بدر کی جنگ میں شامل ہونے والے صحابہ اللہ تعالےٰ کے فضلوں کے وارث ہوئے تھے"۔ اس خطبہ کو پڑھ کر کئی دوستوں نے تحریک جدید کا دس سال کا چندہ ادا کر دیا تھا۔ اس لئے کہ شائد زندگی وفا کرے یا نہ۔ یا شائد کسی سال میں ادا کرنے کی توفیق ملے یا نہ۔ انہی احباب میں ایک دوست شرف الدین خانصاحب ریٹائرڈ سب انسپکٹر پولیس جاورہ سٹیٹ سنٹرل انڈیا سال ہشتم کا خطبہ پڑھ کر لکھتے ہیں۔

دس سالہ چندہ دے کر میں خوش تھا کہ حضور کے ارشاد کی تعمیل کر دی۔ مگر اب سال ہشتم کا خطبہ پڑھ کر آنکھیں کھلیں۔ خطبہ کیا تھا ایک برقی رو تھی۔ سارے بدن پر لرزہ پیدا ہو گیا۔ دل کانپ اٹھا۔ بدن کے بال کھڑے ہو گئے۔ خاص کر خطبہ کے یہ الفاظ کہ "درحقیقت قربانی کرنے والے وہ ہیں جو قربانی کے بوجھ کو محسوس کریں لیکن اگر کوئی شخص سو یا ڈیڑھ سو روپیہ ماہوار آمد رکھتا ہو۔ اور وہ پانچ روپے خدا تعالےٰ کے راستہ میں دیدے۔ تو یہ کس طرح کہا جا سکتا ہے کہ اس نے ایسی قربانی کی ہے۔ جس کے بوجھ کو اس نے محسوس کیا ہے۔ اس کے معنی تو یہ ہیں۔ کہ وہ سو یا ڈیڑھ سو روپیہ لے کر سات آنہ ماہوار کی قربانی کرتا ہے۔ حالانکہ وہ اس سے زیادہ اپنی چوڑھی کو دے دیتا ہے۔ مگر باوجود اس کے کہ وہ خدا تعالےٰ کے سامنے وہ چیز پیش کرتا ہے۔ جو اس کا چوڑھا بھی قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہو سکتا۔ وہ خدا تعالےٰ کے سامنے وہ چیز پیش کرتا ہے۔ جو اس کا دھوبی بھی قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہو سکتا۔ پھر بھی وہ سمجھتا ہے۔ کہ اس کا نام اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں ان لوگوں میں لکھا ہونا چاہیئے۔ جنہوں نے اس کا قرب حاصل کیا۔ اور جن پر اس کے غیر معمولی فضل نازل ہونگے"۔ جو مجھ پر بالکل چسپاں اور صادق آتے ہیں۔ کیونکہ میں اپنے چوڑھے کو بارہ آنہ ماہوار اور دھوبی کو چوڑھے سے زیادہ ماہوار دیتا ہوں گو وہ دونوں ہر مہینہ بشی کے خواہشمند رہتے ہیں۔ فی الحقیقت ہم کمزور قلبوں اور غافلوں کی یہ قربانی اللہ تعالےٰ کے حضور کیا قابل قبول ہو سکتی ہے۔ جو ہم اپنے چوڑھے اور دھوبی سے کم خدا کے حضور پیش کر رہے ہیں۔ پس سر دست میں نے یہ ارادہ کیا ہے کہ سابقہ پانچ روپیہ پر آٹھ روپیہ اضافہ کر کے بجائے پانچ روپیہ کے تیرہ روپے ارسال کروں۔ اور بجائے سابقہ اضافہ آٹھ آنہ کے اب ہر سال ایک روپیہ اضافہ کرتا جاؤں۔ تاکہ سابقون کی لسٹ کے کسی گوشہ میں پڑا رہوں۔ میرے لئے بیکشت ادائیگی محال ہے۔ اس لئے یہ صورت کی جائے گی کہ آٹھ روپیہ ماہوار اس وقت تک برابر بھیجتا رہوں۔ جب تک دسوں سالوں کا چندہ شمول سابقہ چندہ کے پورا ہو جائے۔ آپ اس کی منظوری حضرت امیر المومنین کے حضور پیش کر کے لے دیں اور حضور کی خدمت میں دعا کی درخواست کر دیں۔"

حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کے حضور پیش کیا گیا تو حضور نے اس اضافہ اور صورت ادائیگی کی منظوری عطا فرماتے ہوئے آپ کو جزاکم اللہ احسن الجزا فرمایا اللہ تعالےٰ قبول فرمائے۔ اور آپ کے مال میں برکت بخشے۔ جن دوستوں کے چندہ میں ان کی آمد کی نسبت سے بہت کمی ہے۔ اور ان پر یہ چندہ کوئی بوجھ معلوم نہیں ہوتا۔ وہ اپنے چندہ میں ایسی تیز گامی اختیار کریں۔ کہ ان کا چندہ کم سے کم حضور کے ارشاد ذیل کے مطابق ہو جائے۔ فرمایا "ہماری جماعت میں خدا تعالےٰ کے فضل سے ایسے لوگ بھی ہیں۔ جو اپنی ایک ماہ کی آمد سے زیادہ چندہ دیتے ہیں۔ بلکہ بعض ایسے بھی ہیں جو قریباً دو ماہ کی آمد کے برابر اس میں چندہ دیتے ہیں۔ اسی طرح بعض اپنی ماہوار آمد کا ۹۰ فی صدی چندہ دیتے ہیں۔ بعض اپنی آمد کا ۸۰ فی صدی چندہ دیتے ہیں۔ بعض اپنی آمد کا ۷۰ فی صدی چندہ دیتے ہیں بعض اپنی ماہوار کا ۶۰ فی صدی چندہ دیتے ہیں۔ اور بعض اپنی ماہوار کا ۵۰ فی صدی چندہ دیتے ہیں۔ مگر جیسا کہ میں نے بتایا ہے۔ بعض ایسے بھی ہیں جنہوں نے صرف پانچ روپے دے کر اسے بڑھانا شروع کر دیا۔ اور سمجھ لیا۔ کہ وہ سابقون میں شامل ہو گئے ہیں"۔ پس تحریک جدید کے ایسے ہر مجاہد کو چاہیئے کہ وہ حضور کے اس ارشاد کے مطابق اپنا چندہ کر کے

تعلیم و تربیت

موجودہ زمانہ کا نوحؑ اور اُس کی کشتی

واللہ کہ ہمچو کشتیٔ نوحم زکردگار
بے بہرہ آں کہ دُور بماند ز لنگرم

خدا تعالےٰ کی وحی اور الہام میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس زمانہ کا نُوح بھی قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ حضور کا الہام ہے۔ اصنع الفلک باعیننا و وحینا ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم (سبز اشتہار) خدا تعالےٰ نے آپ کو فرمایا۔ ہماری آنکھوں کے سامنے اور ہمارے حکم سے کشتی بنا۔ جو لوگ تجھ سے بیعت کرتے ہیں۔ وُہ خدا سے بیعت کرتے ہیں۔ خدا کا ہاتھ ہے۔ جو ان کے ہاتھوں پر ہے ۔

نیز آپ کا مندرجہ بالا الہامی شعر بھی اس بات کی تصدیق کرتا ہے۔ اور دُنیا کے سامنے یہ امر پیش کرتا ہے۔ کہ موجودہ زمانہ میں آسمانی عذابوں سے بچنے کے لئے ضروری ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قبول کیا جائے۔ اور آپ کی تیار کردہ کشتی میں سواری کی جائے۔ یعنی آپ کی تعلیم کے مطابق عمل بنایا جائے۔ صرف آپ کو قبول کر لینا کافی نہیں ہے ۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کتب میں اس بات کی تصریح فرمائی ہے کہ اس وقت حضور کی بیعت میں شامل ہو کر اور حضور کی تیار کردہ کشتی کے ذریعہ سے لوگ خدائی عذابوں سے بچ سکتے ہیں۔ چنانچہ حضور فرماتے ہیں :-

"جو شخص مجھ سے سچی بیعت کرتا ہے اور سچے دل سے میرا پَیرو بنتا ہے۔ اور میری اطاعت میں محو ہو کر اپنے تمام ارادوں کو چھوڑتا ہے۔ وہی ہے۔ جو ان آفتوں کے دِنوں میں میری رُوح اس کی شفاعت کریگی سوا اے وے تمام لوگو! جو اپنے تئیں میری جماعت شمار کرتے ہو۔ آسمان پر تم اس وقت میری جماعت شمار کئے جاؤ گے جب سچ مچ تقوےٰ کی راہوں پر قدم مارو گے"

(کشتی نوح صفحہ ۳۳)

نیز فرماتے ہیں :-

"جب انسان میرے ہاتھ پر بیعت توبہ کرتا ہے۔ تو پہلی ساری بیعتیں ٹوٹ جاتی ہیں انسان دو کشتیوں میں کبھی پاؤں نہیں رکھ سکتا۔ اگر کسی کا مرشد اب زندہ بھی ہو۔ تب بھی وُہ حقائق اور معارف ظاہر نہ کرے گا۔ جو خدا تعالےٰ یہاں ظاہر کر رہا ہے۔ اس وقت اللہ تعالےٰ نے ساری بیعتوں کو توڑ ڈالا ہے صرف مسیح موعود کی ہی بیعت کو قائم رکھتا ہے۔ جو خاتم الخلفاء ہو کر آیا ہے ۔ . . . . . .

یہ اس شخص کا زمانہ ہے جس کو رسُول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلام کیا۔ اب اس کی بیعت کے سوا سب بیعتیں ٹوٹ گئیں"

(الحکم ۲۴ اگست ۱۹۰۲ء)

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس زمانہ کے نوح ہیں۔ اور آپ کی تعلیم لوگوں کو عذابوں سے بچانے کے لئے کشتی ہے جو شخص سچے معنوں میں آپ کی تعلیم پر عمل کرتا ہے۔ وُہ یقیناً خدائی گرفت سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

چنانچہ حضور علیہ السلام نے اپنی جماعت کو ان الفاظ ہدایت فرمائی :-

"واضح رہے۔ کہ صرف زبان سے بیعت کا اقرار کرنا کچھ چیز نہیں ہے۔ جب تک دل کی عزیمت سے اس پر پُورا پُورا عمل نہ ہو۔ پس جو شخص میری تعلیم پر پُورا پُورا عمل کرتا ہے۔ وُہ اس میرے گھر میں داخل ہو جاتا ہے۔ جس کی نسبت خدا تعالےٰ کے کلام میں یہ وعدہ ہے۔ کہ انی احافظ کل من فی الدار یعنی ہر ایک جو تیرے گھر کی چاردیواری کے اندر ہے۔ میں اس کو بچاؤں گا اس جگہ یہ نہیں سمجھنا چاہیئے۔ کہ وہی لوگ میرے گھر کے اندر ہیں۔ جو میرے اس خاک و خشت کے گھر میں بود و باش رکھتے ہیں۔ بلکہ وُہ لوگ بھی جو میری پُوری پیروی کرتے ہیں۔ میرے روحانی گھر میں داخل ہیں۔"

(کشتی نوح صفحہ ۲۲-۲۳)

ایک مقام پر فرماتے ہیں :-

"ہر ایک جو پیچ در پیچ طبیعت رکھتا ہے اور خدا کے ساتھ صاف نہیں ہے۔ وُہ اس برکت کو ہرگز نہیں پا سکتا۔ جو صاف دِلوں کو ملتی ہے۔ کیا ہی خوش قسمت وُہ لوگ ہیں۔ جو اپنے دِلوں کو صاف کرتے ہیں۔ اور اپنے دِلوں کو ہر ایک آلودگی سے پاک کر لیتے ہیں۔ اور اپنے خدا سے وفاداری کا عہد باندھتے ہیں کیونکہ وُہ ہرگز ضائع نہیں کئے جائیں گے۔"

(کشتی نوح صفحہ ۴۴)

پس اس زمانہ کے مفاسد کی اصلاح کے لئے خدا نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا۔ اور آپ کا نام نُوح بھی رکھا یعنی آپ کو قبول کر کے۔ اور آپ کی کشتی میں بیٹھ کر انسان عذابوں سے محفوظ ہو سکتا ہے لیکن وُہ لوگ جو آپ کی مخالفت میں بیباکی دکھائیں گے۔ اور آپ کی وحی سے بجائے فائدہ اٹھانے کے طغیان اور انکار میں ترقی کرتے چلے جائیں گے۔ وُہ خدائی عذاب کا شکار ہوں گے۔ جس سے انہیں کوئی بچا نہیں سکتا ۔

قرآن کریم میں حضرت نوح علیہ السلام کا واقعہ مذکور ہے۔ کہ کس طرح انہوں نے اپنی قوم کو بیدار کیا۔ اصلاح کی کوشش کی۔ اور خدا کے عذاب سے ڈرایا۔ مگر اُن لوگوں نے آپکے ارشادات کو بے حقیقت قرار دیا۔ اور بے باک ہو گئے لکھا ہے۔ کہ جب حضرت نوح علیہ السلام خدا کے حکم کے ماتحت کشتی بناتے تھے۔ تو سردار لوگ گزرتے ہُوئے ٹھٹھا اور مخول کرتے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ خدائی وعدہ کے مطابق عذاب آیا۔ اور سب کو ڈبو کر تباہ و برباد کر دیا گیا۔ صرف حضرت نوحؑ اور آپ کے ماننے والے بچائے گئے۔ آپ کا بیٹا بھی مخالف تھا۔ وُہ طوفان کے وقت ایک پہاڑی پر چڑھ گیا۔ اور اس نے خیال کیا۔ کہ خدائی عذاب سے اُسے پہاڑی بچا لے گی حضرت نوح نے اُسے کشتی میں بیٹھنے کی دعوت دی۔ مگر اس نے انکار کیا۔ اور کہا سآوی الی جبل۔ کہ میں پہاڑی کے ذریعہ بچ جاؤں گا حضرت نوحؑ نے فرمایا۔ آج خدائی عذاب سے وُہی بچ سکتا ہے جس پر خدا کا رحم ہو جائے۔ وحال بینھما الموج فکان من المغرقین خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ ابھی یہ گفتگو ہو رہی تھی۔ کہ پانی کی ایک بڑی لہر اُٹھی۔ اور اُسے غرق کر دیا گیا ۔

اللہ۔ اللہ۔ کتنا بڑا قہری نشان تھا۔ جو حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ میں ظاہر ہوا۔ لیکن اسے صرف قصہ ماضی نہیں سمجھنا چاہیئے۔ بلکہ قرآن کریم نے جن واقعات کا ذکر کیا ہے۔ ان سے یہ غرض ہے۔ کہ لوگ عبرت حاصل کریں۔ کیونکہ وُہ پھر دوہرائے جائیں گے۔ اس زمانہ میں بھی خدا نے نوح کو بھیجا۔ اور آپ کو الہٰی عذابوں سے نجات کا ذریعہ قرار دیا۔ پس مبارک ہیں وے لوگ جو اس زمانہ کے نوح کو قبول کرتے ہیں۔ اور اس کی تعلیم پر چل کر اس کی کشتی میں بیٹھ جاتے ہیں ۔

مسائلِ ہند کا تصفیہ ضروری ہے

جُوں جُوں لڑائی ہندوستان کے قریب آ رہی ہے۔ برطانیہ کی رائے عامہ حکومت پر زور دے رہی ہے۔ کہ ہندوستانی مسائل کو حل کر کے ہندوستانیوں کی پوری ہمدردی اور امداد حاصل کی جائے۔ اور چونکہ عام طور پر کانگرس کو اہلِ ہند کی نمائندہ سمجھا جاتا ہے۔ اس لئے کانگرس سے سمجھوتہ کرنے کی تحریک کی جاتی ہے۔ چنانچہ انگلستان کے ایک مشہور اخبار "ڈیلی ہیرلڈ" نے حال میں ایک طرف تو حکومتِ برطانیہ سے یہ اپیل کی ہے۔ کہ ہندوستانی مسائل کو حل کرنے کے لئے ازسرِنو کوشش کرنی چاہیئے۔ وہاں یہ بھی لکھا ہے۔ کہ کیا وائسرائے ہند کے لئے یہ مناسب نہیں۔ کہ کانگرس کے مقتدر لیڈروں کو بلا کر اُن سے نہایت دوستانہ اور فراخ دلانہ گفتگو کریں۔ کیا مسٹر ایمری وزیر ہند صورتِ حال سے نپٹنے کے لئے نیند سے بیدار ہونگے ہم نے اس سے قبل ملایا میں ناکافی تیاری کر کے جاپانیوں پر احسان کر دیا ہے۔ کیا ہم اور احسان کرنا چاہتے ہیں!

ان حالات میں برطانیہ کے لئے جہاں یہ ضروری ہے۔ کہ مسائلِ ہند کا قابلِ اطمینان فیصلہ کرے۔ وہاں یہ ضروری ہے۔ کہ کوئی فیصلہ یکطرفہ نہ ہو۔ اور کسی اقلیت کے حقوق کو نظر انداز نہ کیا جائے۔ ورنہ ہندوستان میں قیامِ امن بہت مشکل ہو جائے گا۔ اور ایسی الجھنیں پیدا ہو جائیں گی۔ جن کا موجودہ حالات میں پیدا ہونا نہایت ہی نقصان رسان ہے ۔

بھائی عبدالرحمن صاحب قادیانی کی ڈائری کا ایک ورق

(۱)

۱۸ر دسمبر ۱۹۰۷ء کو جب میں احسن گنج کا مٹر گنگن گنج کوٹہ (راجپوتانہ) سے ایک چیتے کے شکار میں زخمی ہو کر واپس آیا۔ جہاں مجھ ناکارہ غلام کو سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ایک عزیز مرزا احمد حسن بیگ صاحب کی اراضیات کی آبادی و انتظام کی غرض سے بھیجا ہوا تھا۔ تو میں نے وجہ معاش کے لئے حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ سے مشورہ چاہا۔ حضور نے فرمایا۔

"چھوٹا موٹا جو بھی کام مل سکے کر لو فارغ اور بے کار ہرگز نہ رہنا۔"

میں نے ایک کام کا حوالہ دے کر عرض کیا وہ ملتا ہے۔ مگر وہ چونکہ بالکل ایک پرائیویٹ اور ذاتی حیثیت کا ہے۔ اس خیال سے اس کے لئے مجھے انشراح نہیں۔ بلکہ قبض ہے۔ لہذا صدر انجمن احمدیہ قادیان میں اگر کوئی کام مل جائے تو اچھا ہو۔ میری خواہش اور عندیہ معلوم کر کے فرمایا۔

"بھولے میاں! انجمن کے کام کو تم کیا سمجھتے ہو۔ وہ بھی تو ایک ہی آدمی کے ہاتھ میں ہے۔ اور تم کیا جانتے نہیں۔ کہ وہ کتنا زود رنج اور غصیلہ واقع ہوا ہے اور خلاف مرضی وہ کبھی برداشت ہی نہیں کر سکتا۔"

صاحب ممدوح کا مشورہ میں نے سر آنکھوں پر رکھا۔ اور پہلے شخصی کام کو ترجیح دیتے ہوئے اسی کو قبول و اختیار کر لیا۔ اور خدا کا فضل ہوا۔ کہ وہ کام میرے لئے کئی قسم کی برکات و رحمتوں کا موجب ہو گیا۔ سیدنا حضرت اقدس مسیح پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت و معیت میسر آئی۔ اور آخری ایام میں حضور پُرنور کی خدمات بجا لانے کی عزت و توفیق رفیق ہوئی۔ تو اسی کام کی بدولت جس کے لئے حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اخلاص و محبت سے مشورہ دیا تھا۔

(۲)

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے بعد جہاں اور کئی قسم کے تغیرات ہوئے۔ نئے نظام قائم ہوئے وہاں ایک تغیر میری ذات سے بھی متعلق ہے۔ جس کی تفصیل یہ ہے کہ ایک روز کا واقعہ ہے شام کی نماز کے بعد میں مسجد مبارک کے شہ نشین پر بیٹھا۔ یاد حبیب اور صحبت محبوب کے زمانہ کی مبارک ساعات کو یاد کر کے لطف اٹھا رہا تھا۔ اچانک ایک آواز آئی۔ نرم اور محبت بھری۔ "میاں عبدالرحمن۔ بھائی ذرا ادھر آنا" میں نے کہا "خواجہ صاحب بہت اچھا میں حاضر ہوا۔" مسجد کے ایک طرف محترم خواجہ کمال الدین صاحب۔ مکرم جناب شیخ رحمت اللہ صاحب۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب اور ٹھیک یاد نہیں۔ کہ مولوی محمد علی صاحب بھی تھے یا نہیں آپس میں دیر سے کچھ باتیں کر رہے تھے۔ مجھے مخاطب کر کے خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ ہم بہت دیر سے سوچ رہے تھے۔ مگر موزون آدمی کوئی نہ ملا۔ آخر نظر تم پر آن کر ٹھہری۔ اور ہمیں یقین ہے کہ تم اس کام کے اہل ہو۔ کام یہ ہے کہ حضرت کی زندگی میں تو لنگر خانہ کا نظام اور کام کلیتہً حضور کے ہاتھوں میں تھا۔ حضور کی خوشی اور مرضی پر منحصر تھا۔ مگر اب یہ بوجھ بھی انجمن کو ہی اٹھانا پڑ گیا ہے۔ ہم نے بہت سوچ بچار اور غور و پرداخت کے بعد یہی فیصلہ کیا ہے کہ تم ہی اس کام کے لئے موزون و مناسب ہو لہذا یہ کام تمہارے سپرد کیا جاتا ہے۔ کل سے اس کام کو ہاتھ میں لے لو۔ خدمت کا موقعہ ہے ہم خرما و ہم ثواب

میں سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عین حیات میں بہت کچھ سن چکا تھا بلکہ حضور کے سفر لاہور کے بالکل آخری ایام میں حضور کی زبان مبارک سے ان بزرگوں کے خیالات اور حضور پُرنور کی ناراضگی کے واقعہ کا چشم دید اور گوش شنید گواہ تھا۔ میں نے عذر کیا۔ اور معافی چاہتے ہوئے کہا۔ واجب الاحترام بزرگو! آپ کے حسن ظن کے لئے شکر گزار ہوں۔ اور خواہش ہے کہ آپکی یہ حسن ظنی قائم و دائم رہے۔ مگر اس کی یہی صورت ہے کہ آپ بزرگ مجھے اس کام سے معاف رکھیں۔ مجھے اندیشہ ہے۔ کہ آج جس کام کا آپ مجھے اہل سمجھ کر موزون و مناسب خیال فرماتے ہیں۔ کل بالکل نالائق اور نااہل کہنے لگیں گے۔ کیونکہ میں آپ کی مرضی اور خوشی کے مطابق کام نہ کر سکوں گا وغیرہ"

میرا جواب سنکر سبھی اصحاب دنگ و ششدر رہ گئے۔ دو ایک مرتبہ سمجھایا اور بات کو دہرایا بھی۔ مگر میری طرف سے انکار پر اصرار پا کر میرا ہاتھ پکڑا۔ اور حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیش جا کیا۔ جو کہ وہیں مسجد کے شرقی حصہ اور سیڑھی کے جنگلے کے جنوبی جانب ایک چارپائی پر بیٹھے ذکر الٰہی میں مصروف تھے۔ صاحب ممدوح نے مجھ سے ان اصحاب سے عدم تعاون کے لئے جواب طلبی فرمائی۔ مگر میری عرض داشت اور تفصیلی گزارش سنکر مجھے معذور سمجھا۔ اور انہیں کوئی اور انتظام کر لینے کی ہدایت فرما دی۔ چنانچہ اس ڈیوٹی سے تو سبکدوش رہا۔ مگر کارکنان انجمن کی بعض مصلحتوں کے ماتحت بہرحال مجھے صدر انجمن احمدیہ کی ملازمت میں لیا جانا ضروری سمجھ کر کسی اور کام میں لگا دیا گیا۔

(۳)

۱۹۰۸ء کا جلسہ آیا ڈیوٹیاں لگائی گئیں مجھ ناکارہ کو بھی کسی لائق سمجھ کر سیدنا امام ہمام خیر الانام حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے مہمانوں کی خدمت بجا لانے کا موقعہ دیا گیا چنانچہ اپنے آقائے نامدار کی قائم کردہ اس یادگار کی تقریب پر اخلاص۔ شوق اور محبت سے اس طرح خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔ کہ صدر انجمن احمدیہ نے بھی ایک ریزولیوشن کے ذریعہ اپنی خوشنودی کا اظہار فرمایا۔ اور حافظ عبدالرحیم صاحب مالیر کوٹلوی مرحوم اور مجھ کو دس دس روپیہ کا نقد انعام بھی عطا فرمایا۔ برادرم حافظ عبدالرحیم صاحب مرحوم دونوں ملکر انتظام جلسہ میں خدمات بجالاتے رہے۔ مگر اس سے کہیں بڑھ کر وہ نعمت تھی۔ جو میری حقیقی ماں سے بھی کہیں بڑھ کر میری محسنہ سیدۃ النساء حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ازراہ کرم اور غریب نوازی یہ احسان فرمایا کہ خود چل کر غریب خانہ پر تشریف لائیں۔ اور سیدنا حضرت اقدس مسیح پاک علیہ الف الف صلوٰۃ والسلام کی ایک دستار مبارک مجھے بطور تبرک دیکر نوازا

(۴)

۱۹۰۹ء کا جلسہ سالانہ غالباً ۱۹۱۰ء کے ابتداء میں ہوا تھا۔ جلسہ سے قبل کا واقعہ ہے۔ کہ سیدۃ النساء حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کو بعض ضرورتوں کے ماتحت روپیہ کی فوری ضرورت پیش آئی۔ جس کے لئے سیدہ ممدوحہ نے دہلی میں واقعہ اپنے ایک مکان کی فروخت کا ارادہ فرما کر مجھے حکم دیا کہ دہلی جا کر اس کام کو سرانجام دوں۔ چنانچہ میں نے رخصت کی درخواست سیکرٹری صاحب صدر انجمن احمدیہ کی خدمت میں پیش کی۔ اور دہلی چلا گیا۔ جہاں کام میں کچھ روکاوٹ پیدا ہو گئی۔ اور جلسہ سے پہلے وہ پایۂ تکمیل کو نہ پہونچ سکا۔

میں نے سیدۃ النساء حضرت ام المومنین ایدھا اللہ تعالیٰ کے حضور حالات عرض کر کے درخواست کی۔ کہ حضور کی اجازت ہو تو جلسہ کے موقعہ پر حاضر ہو کر کچھ خدمت کر لوں سیدہ محترمہ نے ازراہ کرم ذرہ نوازی فرمائی۔ اور نہایت محبت سے لکھا کہ جلسہ پر ضرور آجاؤ۔ جلسہ کے بعد پھر جا کر وہ کام ختم کر لینا۔ چنانچہ میں دارالامان آ گیا۔ اور عجیب اتفاق کی بات ہوئی۔ کہ جس وقت میں پہونچا۔ جناب مولوی محمد علی صاحب ایک مجلس میں بیٹھے جلسہ کے کاموں کے لئے کارکنوں کی ڈیوٹیاں لگا رہے تھے۔ میں نے بلند آواز سے السلام علیکم کہا اور عرض کیا "مولوی صاحب میں بھی حاضر ہو گیا ہوں۔ مجھے بھی کوئی خدمت دی جائے۔ مولوی صاحب نے سر اٹھا کر میری طرف دیکھا اور فرمایا "شیخ صاحب آپ اب سیر ہی کریں۔ اور کوئی ڈیوٹی نہیں"۔ چنانچہ مجھے کوئی کام نہ دیا گیا۔ اور میں جلسہ کے بعد پھر اور رخصت کی درخواست دے کر واپس دہلی چلا گیا۔ جہاں کام سے فارغ ہو کر واپس دارالامان آیا۔ اور لمبی رخصت لے کر میں نے تجارت کا کام شروع کر دیا۔ جس کے لئے حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی جیب سے دس روپے بطور پونجی مرحمت فرمائے۔ خدا کے فضل سے اخلاص اور محبت سے دی گئی وہ پونجی اتنی بابرکت ہوئی۔ کہ ہزاروں روپے اس کے ذریعہ مجھے اللہ تعالیٰ نے دیئے۔ میں نے انجمن کی ملازمت سے جلد ہی استعفیٰ دے دیا۔ اور پھر ہمیشہ کے لئے اسکی ملازمت کا ارادہ ترک کر دیا۔ کیونکہ جس بات کی وجہ سے مولوی محمد علی صاحب نے مجھے سیر ہی کرنے کا طعن دیا تھا۔ نہ صرف یہ کہ میں اس کام سے باز آنے والا نہ تھا بلکہ اس کے بغیر میری زندگی ہی محال تھی۔ اور الحمد للہ کہ آج تک اس کام میں غیر معمولی اور مالی لذت پاتا ہوں۔ اور اسے اپنے لئے دین و دنیا کی برکات کا موجب سمجھتا ہوں۔ خاکسار عبدالرحمن قادیانی

حضرت زرتشت نبی کی ایک عظیم الشان پیشگوئی

حضرت زرتشت کی شخصیت

حضرت زرتشت ملک ایران میں مبعوث ہونے والے نبی تھے۔ اور زرتشتی مذہب کے بانی۔ جسے عوام پارسی مذہب کے نام سے جانتے ہیں۔ یہ مذہب ایران کا قدیمی مذہب ہے۔ یورپین محقق آپ کا زمانہ چھٹی صدی قبل مسیح تبلاتے ہیں۔ لیکن مسلمان علماء محققین نے آپ کا زمانہ ایک ہزار سال قبل مسیح متعین کیا ہے۔ اگرچہ آپ کا ذکر قرآن مجید میں ہم نہیں پاتے۔ لیکن صحابہ کرام نے جب ملک ایران فتح کیا۔ تو آیت قرآنی رسلاً من قبلک منھم من قصصنا علیک ومنھم من لم نقصص علیک کے مطابق حضرت زرتشت کو ان رسولوں میں شامل سمجھا جن کا ذکر قرآن شریف میں نہیں کیا گیا۔ اور زرتشتیوں کو اہل کتاب میں شامل کر لیا۔ اس تاریخی صداقت کا اقرار جیمس ڈارمیسٹر نے ژند اوستا کے ترجمہ کی تمہید میں کیا ہے۔ ملاحظہ ہو Introduction to Vendad (Page 69.)

زرتشتی صحیفے

زرتشتی مذہب کے الہامی صحیفوں کے دو اہم حصے ہیں۔ ایک دفتر اول جس میں "ژند اوستا" شامل ہیں۔ اور دوسرا دفتر "دساتیر" کے نام سے موسوم ہے۔ دساتیر دستور کی جمع ہے۔ یعنی شرائع اور قوانین کی کتاب۔

دساتیر میں ایک پیشگوئی

دساتیر میں ساسان اول کے نامہ میں حضرت زرتشت کی ایک پیشگوئی درج ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے بروز کامل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد مبارک کے ذریعہ نہایت صفائی سے پوری ہوئی۔ یہ ایک عظیم الشان اور فوق القدرت پیشگوئی ہے۔ جو خدائے علیم و خبیر کی ہستی کا ناقابل انکار ثبوت ہے۔ یہ پیشگوئی حضرت ساسان اوّل کو جو دین زرتشت کے مجدد تھے حضرت زرتشت سے پہنچی۔ جس پیشگوئی کا ذکر وہ اپنے نامہ مندرجہ دساتیر میں کرتے ہیں۔ اس میں حضرت ساسان اول نے بعض جملوں کی وضاحت بھی کی ہے۔ اصل پیشگوئی پہلوی زبان میں ہے جس کا ترجمہ ہر سطر کے نیچے فارسی زبان میں موجود ہے۔ دساتیر کے نسخہ سے جو کہ ناصر الدین قاچار شاہ ایران کے عہد میں طبع ہوا یہ پیشگوئی بزبان فارسی درج ذیل ہے۔

چوں چنیں کارہا کنند از تازیاں مردے پیدا شود کہ از پیروان او دیہیم و تخت و کشور و آئین ہمہ بر اُو فتند و شوند سرکشاں زیر دستاں بیند بجائے پیکرگاہ و آتش کدہ خانہ آباد بے پیکر شدہ نماز بروں سو۔

یعنی جب ایسے کام ایرانی کریں گے۔ (یعنی شریعت پر عمل چھوڑ دینگے۔ اور ان میں ہر قسم کی بدیاں پھیل جائینگی) تو عربوں میں ایک مرد خدا پیدا ہوگا۔ جس کے ماننے والوں کے ہاتھوں سے ایران کا تاج و تخت سلطنت اور قانون سب کا سب درہم برہم ہو جائیگا۔ (اور جن کے سامنے) سرکش اور جابر لوگ مغلوب ہو جائیں گے۔ اور وہ بتکدہ یا آتش کدہ کی بجائے خانہ آباد یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خانہ کعبہ کو بتوں سے پاک کر کے اس کی طرف نماز پڑھینگے اور اس کو اپنا قبلہ بنائیں گے۔

حضرت ساسان اول کی تشریح

اس کے بعد حضرت ساسان اس پیشگوئی کے آخری حصہ کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں

خانہ کہ در تازیاں است در ریگ ہا مادر آں ساختہ آباد است ودر آں پیکرہائے اختراں بود گویند شود آں خانہ نماز بروں سود بردار ند از و پیکر ہا۔

یعنی ریگ زار عرب میں حضرت ابراہیمؑ کا بنا کردہ جو عبادت خانہ ہے جس میں ستاروں کے بت رکھدیئے گئے۔ اسکی طرف منہ کر کے وہ نماز پڑھینگے۔ اور اس سے بت اٹھا دینگے۔ اس وضاحت کے بعد حضرت زرتشت کی اصل پیشگوئی یوں شروع ہوتی ہے۔

...... و باز ستانند جائے آتش کدہ ہائے مدائن و گرد ہائے آں و توس و بلخ و جا ہائے بزرگ دآئین گر ایشاں مردے باشد سخنور و سخن او درہم پیچیدہ۔

یعنی اور وہ (نبی عربی کے پیرو) آتش کدوں کی جگہیں لے لینگے یعنی ایران پر قابض ہو جائیں گے۔ مدائن اور اس کے نواحی علاقے و توس و بلخ اور مقامات مقدسہ پر قبضہ کر لینگے اور ان کا شارع (نبی) کلام والا ہوگا اور اس کا کلام بلیغ ہوگا۔ (دساتیر ۱۸۸)

پیشگوئی کا مصداق حقیقی

یہ پیشگوئی اپنی پوری شان اور جلال سے پوری ہوئی۔ دنیا نے دیکھا۔ کہ ساتویں صدی عیسوی کے شروع میں ایک عربی مرد خدا اٹھا جس نے دس ہزار قدوسیوں کے ہمرکاب مکہ معظمہ کو فتح کیا۔ اور اس مقدس گھر کو جو دنیا کیلئے توحید کا سرچشمہ تھا۔ مگر سب سے بڑا بتکدہ بن چکا تھا۔ بتوں سے پاک کر دیا۔ اور اسی تازی مرد خدا پر اس مقدس گھر یعنی خانہ کعبہ کی طرف نماز پڑھنے کا حکم نازل ہوا۔ اور اس پر نازل ہونے والا کلام نہایت فصیح اور بلیغ تھا۔ اور اسطرح حضرت زرتشت علیہ السلام کی پیشگوئی کا ایک حصہ نہایت صفائی سے پورا ہوا۔

عظیم الشان فتوحات کی پیشگوئی

زرتشت علیہ السلام کی پیشگوئی کا دوسرا حصہ فتوحات کے بارہ میں ہے۔ یعنی موعود نبی کے پیرو ایران کے تاج و تخت۔ سلطنت اور قانون کے مالک بن جائیں گے آتش کدوں کی جگہیں یعنی ایران وغیرہ ان کے قبضہ میں چلی جائیں گی جس کے باعث مدائن اور اس کا ارد گرد ان کے ماتحت ہوگا۔ اور توس و بلخ ان کے زیر اقتدار ہونگے۔ تمام قوموں کے مقامات مقدسہ ان کے قبضہ میں آ جائینگے پیشگوئی کا یہ حصہ بھی نہایت شان و شوکت اور جلال سے پورا ہوا۔

روم و ایران کی فتح کی پیشگوئی

حضرت زرتشت کی پیشگوئی میں جن فتوحات کا ذکر ہے۔ نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان فتوحات کے بارہ میں پہلے سے ہی صحابہ کرام کو خوشخبری سنا دی جبکہ حالت یہ تھی کہ کفار کے ظلم و ستم کے باعث آپ اور آپکے جانثار اپنے وطن مالوف کو خیر باد کہہ کر مدینہ منورہ میں پناہ گزین تھے۔ اور نہایت بے سرو سامانی اور کسمپرسی کی حالت تھی۔ اس کے مقابل پر رومی اور ایرانی سلطنتیں دنیا کی سب سے بڑی سلطنتیں شمار ہوتی تھیں وہی تمام قابل ذکر دنیا پر چھائی ہوئی تھیں۔ دنیا میں صرف دو ہی تمدن تھے آدھی دنیا پر رومی تمدن کا پرچم لہرا رہا تھا۔ اور آدھی دنیا پر ایرانی تمدن چھایا ہوا تھا۔ ملک عرب جہاں آپکا ظہور ہوا۔ بالکل کس مپرسی اور تاریکی کے عالم میں ڈوبا ہوا۔ دنیا کے تمدن سے بے بہرہ۔ دنیا کی تہذیب سے الگ تھلگ تھا۔ اور وہ بھی آپ کی حمایت پر نہیں تھا۔ بلکہ آپ کے خون کا پیاسا۔ آپکے جان نثار دن کی جان کا لاگو۔ ناظرین ذرا غور کریں۔ یہ حالات ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ احزاب میں ایک خندق کے پتھر کو توڑتے ہوئے جبکہ کدال کی شدید ضرب کے ساتھ پتھر سے شعلہ بلند ہوا اللہ اکبر کا نعرہ بلند کرتے ہیں۔ اور فرمایا مجھے مملکت شام کی کنجیاں دی گئیں ہیں۔ اور خدا کی قسم شام کے سرخ محلات یعنی (محلات قیصر) میری آنکھوں کے سامنے ہیں۔ پھر آپ نے دوسری ضرب لگائی جسپر ایک روشنی نمودار ہوئی۔ آپ نے جوش سے اللہ اکبر کہا۔ اور فرمایا۔ اس دفعہ مجھے مملکت فارس (سلطنت ایران) کی کنجیاں دی گئیں۔ اور مدائن (دارالسلطنت ایران) کے سفید محلات مجھے نظر آ رہے ہیں۔ تیسری دفعہ کدال مارنے پر پھر شعلہ بلند ہوا۔ اور آپ نے فرمایا۔ اب مجھے یمن کی کنجیاں دی گئیں۔ اور خدا کی قسم صنعا کے دروازے اسوقت میری آنکھوں کے سامنے پھر رہے ہیں۔ اسدفعہ وہ پتھر بالکل شکستہ ہو کر گر گیا۔ اس کے بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ کہ "جبرائیل نے مجھے بتایا ہے۔ کہ میری امت ان تمام ممالک پر غالب آ جائیگی"۔ اسی طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ایک پیشگوئی ہے۔ جو حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ میں گذشتہ شب سو رہا تھا۔ کہ ناگاہ میرے سامنے دنیا کے خزانوں کی کنجیاں لائی گئیں۔ اور میرے ہاتھ پر رکھ دی گئیں۔ (بخاری کتاب التعبیر)

اب میں پھر حضرت زرتشت کی پیشگوئی کی طرف آتا ہوں۔ جو مسلمانوں کی فتوحات کے بارہ میں ہے وہ پیشگوئی جیسا کہ میں ذکر کر چکا ہوں۔ یہ ہے کہ نبی عربی کے پیرو مدائن پر قبضہ کریں گے۔ اور سارے ایران پر قابض ہو جائیں گے۔ ایران کا تاج و تخت سلطنت اور قانون سبھی کچھ مسلمانوں کے قبضہ میں آ جائیگا۔ توس اور بلخ اور تمام قوموں کے مقامات مقدسہ پر مسلمان چھا جائیں گے۔ تاریخی شواہد کی روشنی میں اس پیشگوئی کو دیکھیں۔ آپ کا دل لذتِ ایمان سے سرور اندوز ہوگا۔

فتح مدائن

۱۶ سنہ ہجری المقدس۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں مدائن فتح ہوا۔ جو ایران کا دارالسلطنت تھا۔ اسلامی لشکر حضرت سعدؓ کی کمان میں جب مدائن میں کسریٰ کے قصر ابیض (سفید محل) کے سامنے پہنچا تو حضرت سعدؓ نے اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا۔ اور فرمایا آج رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی پوری ہوئی۔ یہ اسی پیشگوئی کی طرف اشارہ تھا۔ جو غزوہ احزاب میں خندق کھودتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے فارس کی کنجیاں دی گئیں۔ اور مدائن کے سفید محلات مجھے نظر آ رہے ہیں۔ پھر حضرت سعدؓ کسریٰ کے محل قصر ابیض میں داخل ہوئے تو انکی زبان سے بے اختیار یہ آیات نکلیں جو فرعون اور اس کے لاؤ لشکر کی غرقابی کے متعلق ہیں کم ترکوا من جنت و عیون و زروع و مقام کریم و نعمۃ کانوا فیھا فاکھین۔ کذالک و اورثنٰھا قوماً اٰخرین۔ (سورۃ دخان)

کتنے باغ اور چشمے اور کھیتیاں اور عزت کے مقام انہوں نے چھوڑے اور ایسی نعمتیں جن میں وہ خوش تھے

اور انکا وارث ہم نے دوسرے لوگوں کو بنایا۔ پھر قصر ابیض میں جہاں کسریٰ کا تخت تھا منبر رکھا گیا جس منبر پر دارالسلطنت ایران میں پہلی نماز جمعہ ادا کی گئی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ سراقہ سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا تھا۔ اے سراقہ میں تیرے ہاتھ میں کسریٰ کے سونے کے کنگن دیکھتا ہوں چنانچہ کسریٰ کے سونے کے کنگن لائے گئے جو کہ حضرت عمرؓ نے سراقہ کے ہاتھ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مذکورہ پیشگوئی کو ظاہری طور پر پورا کرنے کیلئے پہنائے

ایران کی مکمل تسخیر

حضرت زرتشت کی پیشگوئی میں تھا۔ از ہیرواں اودہیم دتخت دکشور وآئین ہمہ برافتد کہ نبی عربی کے پیرو ایران کے تاج وتخت سلطنت اور قانون سبھی کچھ کے مالک بنجائینگے۔ چنانچہ ۲۱ ہجری المقدس میں ایرانی سلطنت کلی مسلمانوں کے ہاتھ آ گئی۔ ایرانی سلطنت کے خاتمہ پر حضرت عمر فاروقؓ نے جو بصیرت افروز خطبہ پڑھا اس کے چند الفاظ درج ذیل ہیں۔

"آج مجوسیوں کی حکومت ختم ہو چکی ہے۔ مسلمانو! خداتعالیٰ نے تم کو مجوسیوں (یعنی زرتشتیوں) کی زمین مجوسیوں کے ملک اور مجوسیوں کے اموال و املاک کا مالک بنا دیا ہے تاکہ وہ رب تمہارے اعمال و افعال کو جانچے پس مسلمانو تم اپنی حالت میں تغیر ہونے دینا ورنہ خداتعالیٰ تم سے بھی حکومت چھین لیگا اور کسی دوسری قوم کو دے دیگا۔" (تاریخ اسلام صفحہ ۲۴۹)

توس اور بلخ پر قبضہ

حضرت زرتشت کی پیشگوئی میں یہ بھی تھا کہ نبی عربی کے پیرو توس اور بلخ پر قابض ہو جائینگے۔ یہ پیشگوئی یوں پوری ہوئی کہ حضرت عمرؓ کی وفات کے بعد حضرت عثمانؓ کے عہد خلافت میں ملک ایران میں بغاوت رونما ہوئی اس بغاوت کو فرو کرنے کے سلسلہ میں ایران کی سرحدی اطراف میں مزید فتوحات ہوئیں۔ مملکت اسلام اور زیادہ وسیع ہو گئی چنانچہ توس اور بلخ پر بھی اسلامی جھنڈا لہرانے لگا۔ پھر حضرت زرتشت کی پیشگوئی کے مطابق خداتعالیٰ نے تمام قوموں کے مقامات مقدسہ اپنی مقدس قوم کی تحویل میں منتقل کر دئے الغرض دنیا نے دیکھ لیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے والے دلوں میں مشعل ایمان دابتے ہوئے تمام زمین پر محو گرم نکلے اور نئے تمدن اور نئی سلطنت کی بنیاد ڈالی گئی حضرت زرتشت کی پیشگوئی کے مطابق مقدس نبی عربی کے جان نثار سچے اور ایرانی جیسی سرکش اور زبردست حکومت پر غالب آئے۔ خدائے قدوس کی تجلی سے ایران مجوس جو آتش پرستوں کا آتشکدہ ہے سرد پڑ گئے۔ محلات کسریٰ کے سر بفلک کلس اسلامی پرچم کے سامنے سرنگوں ہو کر پژمردہ تھے اور روم جیسی وسیع و عریض سلطنت پر بھی

ایک پیغامی مبلغ کے جوابات پر نظر

۱۹۱۳ء میں غیر مبایعین کا عقیدہ کیا تھا؟

۱۹۱۳ء میں اخبار پیغام صلح میں حسب ذیل اعلان "ایک غلط فہمی کا ازالہ" کے عنوان سے شائع ہوا تھا۔ "معلوم ہوا ہے کہ بعض احباب کو کسی نے غلط فہمی میں ڈال دیا ہے کہ اخبار ہذا کے ساتھ تعلق رکھنے والے احباب یا ان میں سے کوئی ایک سیدنا و ہادینا حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مدارج عالیہ کو اصلیت سے کم یا استخفاف کی نظر سے دیکھتا ہے۔ ہم تمام احمدی جن کا کسی نہ کسی صورت سے اخبار پیغام صلح کے ساتھ تعلق ہے۔ خداتعالیٰ کو جو دلوں کے بھید جاننے والا ہے۔ حاضر و ناظر جان کر علی الاعلان کہتے ہیں کہ ہماری نسبت اس قسم کی غلط فہمی پھیلانا محض بہتان ہے۔ ہم حضرت مسیح موعود و مہدی معہود کو اس زمانہ کا نبی، رسول اور نجات دہندہ مانتے ہیں۔ اور جو درجہ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنا بیان فرمایا ہے۔ اس سے کم و بیش کرنا موجب سلب ایمان سمجھتے ہیں۔ ہمارا ایمان ہے کہ دنیا کی نجات حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے غلام حضرت مسیح موعودؑ پر ایمان لائے بغیر نہیں ہو سکتی۔" (پیغام صلح ۱۶ر اکتوبر ۱۹۱۳ء)

یہ اعلان "پیغام صلح سوسائٹی" اور جملہ متعلقین اخبار "پیغام صلح" کی طرف سے شائع ہوا۔ اور ایسے اخبار میں شائع ہوا۔ جسے شیخ رحمت اللہ صاحب جنرل سیکرٹری "پیغام صلح سوسائٹی" نے پہلے اپنے اشتہار میں "سلسلہ احمدیہ کا آرگن" قرار دیا۔ اور اسکی اشاعت کے بعد کسی "پیغامی" نے اس کی تردید نہ کی۔ جس کے صاف معنے یہ ہیں کہ ۱۹۱۳ء کے اخیر تک بلکہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی وفات تک اہل "پیغام" کے وہی عقائد تھے۔ جن کا انہوں نے مندرجہ بالا اعلان میں ذکر کیا ہے۔

گذشتہ دنوں میں نے متذکرۃ الصدر اقتباس شائع کیا۔ اور اس زمانہ کے پیغامیوں کے پانچ نمائندگان۔ مولوی محمد علی صاحب۔ مولوی صدرالدین صاحب۔ سید محمد حسین صاحب شیخ رحمت اللہ صاحب۔ مرزا یعقوب بیگ صاحب کی طرف اسے منسوب کیا۔ یہ پانچوں اصحاب "پیغام صلح سوسائٹی" کے سرگرم رکن تھے اور تحریک پیغامیت کے بانی۔ جس کا ثبوت اخبار "پیغام صلح" ۵ر مئی ۱۹۱۴ء کے "ضروری اعلان" نیز مولوی محمد علی صاحب کے رسالہ "حقیقت اختلاف" صفحہ ۲ سے عیاں ہے۔

ہمارے اشتہار پر موجودہ غیر مبایعین کی ناراضگی ضروری تھی۔ چنانچہ ان کی طرف سے "پیغام صلح" (۴ر ستمبر ۱۹۴۱ء) میں مولوی دوست محمد صاحب نے پُر از دشنام مقالہ لکھا۔ جس کا تفصیلی جواب "پیغام صلح کی افسوسناک غلط بیانیوں کا ازالہ" کے زیر عنوان ٹریکٹ کی صورت میں اور اخبار الفضل میں بھی شائع ہو چکا ہے۔ جس کے بعد مولوی دوست محمد صاحب تو خاموش ہو گئے۔ البتہ ایک صاحب "احمد یار ایم۔ اے" کے نام سے "جعلسازی" کے زیر عنوان ایک اشتہار نظر آیا ہے۔

مولوی احمد یار صاحب نے گالیوں کے علاوہ تین باتیں بطور عذر بھی پیش کی ہیں۔ (۱) لکھتے ہیں کہ "جن ارکین کے نام اشتہار کے نیچے بطور دستخط لکھے گئے ہیں۔ ان میں سے اول دو یعنی حضرت امیر مولانا محمد علی صاحب اور حضرت مولانا صدرالدین صاحب اس وقت قادیان میں رہتے تھے۔ اور اس وقت اخبار پیغام صلح سے جو لاہور سے نکلتا تھا۔ ان کا کوئی تعلق نہ تھا۔"

اس عذر کا مطلب یہ ہوا۔ کہ تین ارکین کے نام تو درست لکھے گئے ہیں۔ صرف ان دو کا نام غیر متعلق ہے۔ کیونکہ ان کا اخبار پیغام صلح سے کوئی تعلق نہ تھا۔ اخبار لاہور سے نکلتا تھا اور یہ قادیان میں رہتے تھے۔ یہ عذر صریح طور پر اخفاء حق ہے۔ کیا مولوی محمد علی صاحب اس بیان کو درست مانتے ہیں۔ کیا اس زمانہ میں ان کا اخبار "پیغام صلح" سے کوئی تعلق نہ تھا؟ کیا وہ اور مولوی صدرالدین صاحب پیغام صلح سوسائٹی کے رکن نہ تھے؟ کیا اخبار پیغام صلح کے اجراء کے متعلق مولوی صدرالدین صاحب اور ان کے مقالہ ہائے افتتاحیہ موجود نہیں؟ اگر مولوی محمد علی صاحب حلفاً اعلان کر دیں۔ کہ "اس وقت اخبار پیغام صلح سے جو لاہور سے نکلتا تھا۔ ان کا کوئی تعلق نہ تھا۔" تو بے شک احمد یار صاحب کا یہ عذر ان کے متعلق قابل التفات ہو سکتا ہے۔ لیکن اگر مولوی صاحب ان الفاظ میں حلف نہ اٹھا سکیں اور ہرگز نہ اٹھا سکینگے۔ تو بیان بالا کی حقیقت ظاہر ہے۔

(۲) دوسرا عذر یہ کیا گیا ہے۔ کہ "وہ محض ایک ایڈیٹوریل نوٹ تھا۔ اور ایڈیٹر اتفاق سے اس وقت میاں صاحب کے ففتھ کالم کا ایک آدمی تھا۔" افسوس کہ یہ عذر صداقت سے محض عاری ہے۔ زیر بحث نوٹ اخبار "پیغام صلح" مورخہ ۱۶ر اکتوبر ۱۹۱۳ء میں درج ہے اور ماسٹر احمد حسین صاحب مرحوم ۱۶ر ستمبر ۱۹۱۳ء سے پیغام صلح کی ادارت سے دست بردار ہو چکے تھے۔ چنانچہ اس تاریخ سے ان کا نام بطور ایڈیٹر شائع ہونا بند ہو گیا تھا۔ اس لئے "ففتھ کالم" کی طرز دیانتداری سے سراسر بعید ہے۔ علاوہ ازیں میاں احمد یار صاحب کے اس بیان میں اور مولوی محمد علی صاحب کے تازہ بیان میں صریح تناقض ہے۔ مولوی محمد علی صاحب لکھتے ہیں:۔ "حقیقت یہی ہے کہ قادیان میں نبوت ۱۹۱۴ء میں خلافت کی لونڈی بن کر آئی۔" (اشتہار ۸ر ستمبر ۱۹۴۱ء)

ناظرین کرام! آپ خود فیصلہ فرمائیں کہ امیر اور اس کے متبع میں کتنا فرق ہے۔ میاں احمد یار کہتے ہیں کہ حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب نے اپنے ہم عقیدہ ایک آدمی کو مقرر کر دیا تھا کہ وہ پیغام صلح ۱۶ر اکتوبر ۱۹۱۳ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبی اور رسول لکھدے۔ چنانچہ اس نے لکھدیا۔ مگر مولوی محمد علی صاحب اس بیان کو سراسر جھوٹ اور بے حقیقت قرار دے کر لکھتے ہیں کہ اصل بات یہ ہے کہ نبوت مسیح موعود علیہ السلام کا عقیدہ حضرت میاں صاحب نے ۱۹۱۴ء میں خلیفہ بننے کے بعد ایجاد کیا ہے ممکن ہے غیر مبائع اصحاب کہدیں کہ ہم اپنے امیر کے بیان کو سچا کہتے ہیں۔ اور احمد یار صاحب کی غلط بیانی کے ذمہ دار نہیں ہیں۔ مگر میں انہیں خبردار کرنا چاہتا ہوں کہ یہ بات بھی درست نہیں۔ کیونکہ بیسیوں حوالے موجود ہیں جن سے روز روشن کی طرح ثابت ہے کہ جماعت احمدیہ ساری کی ساری ۱۹۱۴ء تک حضرت مسیح موعودؑ کو نبی اور رسول مانتی تھی (ملاحظہ ہو ہمارا ٹریکٹ)

(۳) مولوی احمد یار صاحب ایم۔ اے کا تیسرا عذر اور بھی عجیب ہے لکھتے ہیں:۔ "اس ایڈیٹوریل نوٹ میں جو صرف یہ لفظ نبی اور رسول کے لکھے گئے ہیں۔ ان سے مراد صرف مجازی معنے ہیں کیونکہ اس کے

قابض ہو گئے۔ اور شام کے سرسبز محلات پر چھا گئے۔ روم و ایران کی سلطنتیں ریزہ ریزہ ہو کر گر گئیں۔ دشوند سرکشاں زیردستاں کی پیشگوئی کے مطابق قیصر و کسریٰ کی سرکش اور زبردست سلطنتیں بے سروسامان اور بادیہ نشین مسلمانوں ←
کے ہاتھوں [illegible] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد [illegible] تمام دنیا کے خزانے ان کے [illegible]

سامنے کے صفحہ پر یہ تصریح موجود ہے۔ کہ خاتم الانبیاء کے بعد نبی نہیں آسکتا۔ وحی نبوت منقطع ہے۔"

معزز ناظرین! کیا اس جواب سے نارسی کی ضرب المثل...... حافظہ نباشد کی کھلی تصدیق نہیں ہوگئی؟ ابھی ابھی ایڈیٹر کو "گفتنہ کالم" کہکر مطعون کر رہے تھے اور ابھی اس کے لکھے ہوئے کو بالکل درست مان رہے ہیں۔ اور اس سے مراد "محض مجازی معنے" بتا رہے ہیں۔ کہ کوئی سمجھدار انسان اس نہافت بیانی کی تاویل بتا سکتا ہے؟ اجی صاحب! اگر سامنے کے صفحہ پر ایڈیٹر نے یہ تصریح شائع کردی ہے۔ کہ خاتم الانبیاء کے بعد نبی نہیں آسکتا وحی نبوت منقطع ہے تو آپ اسے "گفتنہ کالم" کس مونہہ سے کہہ رہے ہیں۔ اور اگر نبی اور رسول سے مراد محض مجازی معنے ہیں۔ تو آپ کے چھوٹے اور بڑے اس حوالہ کے ذکر پر آگ بگولہ کیوں ہو جایا کرتے ہیں؟ اور آپ اسکی اشاعت کو "جعلسازی" کیونکر قرار دیتے ہیں؟ کیا یہ مجازی معنے جعلسازی ہیں؟ اگر یہ جعلسازی ہے۔ تو اس کے جواب دہ آپ ہی ہیں۔

ظاہر ہے۔ کہ اخبار یار صاحب نے اس تیسرے جواب میں اصل حوالہ کو سارے پیغامیوں کا مسلمہ عقیدہ کے طور پر تسلیم کر لیا ہے۔ اس لئے اسے ہمارے عقائد کے عنوان سے شائع کرنا عین درست ہے۔ باقی رہی ان کی رکیک تاویل سو اسے اصل الفاظ رد کر رہے ہیں۔ ہاں پیغام صلح ۱۹ اکتوبر ۱۳ء صفحہ ۳ پر جو تصریح ہے۔ اسمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تشریعی نبوت کے انقطاع کا ذکر فرمایا ہے اور صفحہ ۲ پر الفاظ "ہم حضرت مسیح موعود و مہدی معہود کو اس زمانہ کا نبی رسول اور نجات دہندہ مانتے ہیں" میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو غیر تشریعی نبی مانا گیا ہے۔ جماعت احمدیہ کا ۱۳ء و ۱۴ء میں بھی یہی مذہب تھا۔ اور آج بھی یہی مذہب ہے۔ مگر غیر مبایعین آج اس سے منحرف ہو چکے ہیں۔ ہم ان سے عرف یہ چاہتے ہیں۔ کہ یا تو وہ اس اصل عقیدہ کی طرف آ جائیں

دی۔ پی آ رہے ہیں

جلسہ سالانہ سے قبل ان احباب کی فہرست شائع کی گئی تھی جنکا چندہ ختم ہے اور درخواست کی گئی تھی۔ کہ احباب جلسہ کے موقعہ پر چندہ ادا فرمائیں یا بذریعہ منی آرڈر رقم ارسال فرمادیں۔ جن دوستوں کی طرف سے رقم آچکی ہے۔ ان کے دی۔ پی روک لئے گئے ہیں۔ دوسرے احباب کی خدمت میں گذارش ہے۔ کہ ان کی خدمت میں وی۔ پی ارسال کئے جا رہے ہیں۔ امید ہے۔ وصول فرما کر ممنون فرمائیں گے۔

(مینیجر)

اگر آپ پریشان ہونا نہیں چاہتے

تو

کراؤن بس سروس

میں سفر کیجیئے۔ ریل کی طرح پورے ٹائم پر اپنے مقامات پر پہنچیئے۔ پہلی سروس ۷ بجے لاہور سے پٹھانکوٹ کو چلتی ہے۔ اس کے بعد ہر پچاس منٹ کے بعد چلتی ہے۔ اسی طرح پٹھانکوٹ سے لاہور کو چلتی ہے۔ لاری پورے ٹائم پر چلتی ہے۔ خواہ سواری ہو یا نہ ہو چلتی ہے۔

دی مینیجر کراؤن بس سروس

بشمولیت

رائل آرمی ٹرانسپورٹ کمپنی پٹھانکوٹ

حب اٹھرا

اسقاط کا مجرب علاج

جو مستورات اسقاط کی مرض میں مبتلا ہوں۔ یا جن کے بچے چھوٹی عمر میں فوت ہو جاتے ہوں۔ ان کیلئے حب اٹھرا رجسٹرڈ نعمت غیر مترقبہ ہے حکیم نظام جان شاگرد حضرت قبلہ مولوی نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ شاہی طبیب دربار جموں و کشمیر نے آپ کا تجویز فرمودہ نسخہ تیار کیا ہے۔

حب اٹھرا رجسٹرڈ کے استعمال سے بچہ ذہین۔ خوبصورت تندرست اور اٹھرا کے اثرات سے محفوظ پیدا ہوتا ہے اٹھرا کے مریضوں کو اس دوائی کے استعمال میں دیر کرنا گناہ ہے۔

قیمت فی تولہ عہ۔ مکمل خوراک گیارہ تولے یکدم منگوانے پر گیارہ روپے

حکیم نظام جان شاگرد حضرت مولانا نور الدین خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ دواخانہ معین الصحت قادیان

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی

بعدالت جناب چوہدری عزیز احمد صاحب بی۔ اے۔ ایل ایل۔ بی۔ سب جج بہادر درجہ دوم منڈی بہاؤالدین

نمبر مقدمہ ۶۵۷ سال ۱۹۴۱ء

نتح بی بی دختر پکھو ذات ڈھلو سکنہ گوہرہ تحصیل پھالیہ مدعیہ بنام احمد اللہ ولد عالم قوم ڈھلو سکنہ ٹھٹھی ہرگن تحصیل و ضلع سرگودہا بولایت جیکو ولد عالم قوم جٹ ڈھلو ساکن ٹھٹھی ہرگن ضلع سرگودہا

مدعا علیہم

دعوےٰ استقراریہ و حکم امتناعی

بنام

احمد اللہ ولد عالم قوم ڈھلو ساکن ٹھٹھی ہرگن تحصیل و ضلع سرگودہا بولایت جبلو ولد عالم برادر خود قوم جٹ ڈھلو ساکن ٹھٹھی ہرگن تحصیل و ضلع سرگودہا

مقدمہ مندرجہ بالا میں بیان حلفی پیشکردہ مدعی سے پایا جاتا ہے۔ کہ دیگر ذرائع سے رشتہ دار مدعا علیہ کی تعمیل ہونی مشکل ہے۔ مدعا علیہ گونگا اور بہرہ بیان کیا جاتا ہے۔ اس کا حقیقی بھائی جبلو ولد عالم جٹ سکنہ ٹھٹھی ہرگن تحصیل و ضلع سرگودہا کو ولی بنایا گیا تھا۔ اور نوٹس جاری کیا گیا تھا اس کی تعمیل اصالتاً ہوئی۔ مگر پھر بھی حاضر نہیں آیا۔ اب یہ اشتہار عام دیا جاتا ہے۔ کہ اگر کوئی رشتہ دار احمد اللہ کا مورخہ ۲۳/۱/۴۲ کو حاضر نہ ہوگا۔ یا احمد اللہ مذکور خود حاضر نہ ہوا تو سرکاری ولی مقرر کیا جائیگا۔ اور دیگر کارروائی ضابطہ عمل میں لائی جاوے گی۔

آج بتاریخ ۲۳/۱۲/۴۱ بہ ثبت دستخط ہمارے اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا ہے

دستخط حاکم

مہر عدالت

طبیہ عجائب گھر قادیان کے متعلق ایک سکھ معزز کی رائے

"آج مورخہ ۲۹ دسمبر کو میں نے طبیہ عجائب گھر دیکھا۔ جناب حکیم عبدالعزیز خان صاحب کی ادویات کی شہرت یوگنڈا جیسے ملک میں بھی ہے۔ مدت سے خواہش تھی۔ کہ جب سمندر پار کی رخصت پر انڈیا جاؤنگا۔ تو حکیم صاحب کے طبیہ عجائب گھر کو دیکھنے کیلئے قادیان شریف ضرور جاؤنگا۔ چنانچہ یہاں پہنچکر مکرمی حکیم صاحب کی تیار کردہ ادویات اور انکی محنت اور دلچسپی کو دیکھ کر دنگ رہ گیا۔ ان کی چند ایک قابل تعریف ادویات اور مرکبات مثلاً جیت سونے کی گولیاں۔ زود جام عشق اور روح نشاط وغیرہ کو میں نے دیکھا ہے۔ عجائب خانہ بھی قابل دید ہے۔ مہر جواہر دال کی تعریف میں نے اپنے ایک دوست کمپالہ (یوگنڈا) میں سنی تھی۔ واقعی میں نے اسے دیکھ کر بہت مفید پایا۔ مکرمی حکیم صاحب کے عجائب گھر کی ادویات کی ایک خصوصیت یہ بھی دیکھی ہے۔ کہ انکی ادویات میں کسی قسم کا خراب مال استعمال نہیں کیا گیا۔ بلکہ ان سے ہر قسم کی دوائی نہایت ہی عمدہ و اعلیٰ قسم کی مل سکتی ہے۔ یہ خصوصیت میں نے آجتک کسی اور حکیم میں نہیں دیکھی۔ واہگورو ان کو ان کی محنت اور دیانت داری کا اجر دے۔"

ٹھاکر سنگھ سندھو۔ انسپکٹر پولیس یوگنڈا حال گوندلانوالہ ضلع گوجرانوالہ

ہر قسم کے اعلیٰ مفردات و مرکبات ملنے کا پتہ

طبیہ عجائب گھر قادیان

الناشر: عبدالمغنی خان ناظر دعوۃ و تبلیغ سلسلہ احمدیہ قادیان